تعلیماتِ خواجۂ خواجگاں رحمۃ اللہ علیہ

اور

ہماری حالتِ زار

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان

مرکزی دفتر

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِيۡنَ۔[التوبۃ119:9]

ہر دَور میں شیطان اور اُس کے چیلوں کی کوشش رہی ہے کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے قانون، یعنی نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی بہار نہ آئے، ورنہ ہماری تاریکیوں کے لیے کوئی جگہ باقی نہیں رہے گی... جب کہ سیدِ عالَم ﷺ اور آپ کے غلاموں کا ہمیشہ سے یہ مشن تھا، ہے اور رہے گا کہ "یہ زمین اللہ عزّوجلّ اور اُس کے رسول ﷺ کی ہے اور یہاں نظام بھی وہی ہونا چاہیے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ نے عطا فرمایا ہے۔" یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا۔

جن خوش نصیبوں کو دین کی خدمت کرنے والوں کی سنگت اور اُن سے تعاون کی توفیق نصیب ہوئی وہ روزِ قیامت نہایت مسرور ہوں گے اور اُن کا حشر خدّامِ دین کے ساتھ ہو گا اِن شاء اللہ تعالیٰ... جب کہ ایسے بد نصیب جنھوں نے دشمنانِ دین کا ساتھ دیا، قیامت کے روز اپنے کیے پر بہت شرمندہ ہوں گے، مگر اُس وقت کا افسوس کسی کام نہیں آئے گا۔

بعض خدّامِ دین کو سرکارِ دوعالم ﷺ کے فیضان سے خصوصی حصہ عطا ہوتا ہے، اُن کی کاوشیں ایسی بابرکت ہوتی ہیں کہ ایک انقلاب بپا ہو جاتا ہے، مخلوق کی بڑی تعداد کو اُن کے ذریعے اسلام قبول کرنے اور اسلامی احکام پر عمل کرنے کی سعادت ملتی ہے، حتّٰی کہ اُن کے قبروں میں تشریف لے جانے کے بعد بھی اُن کا فیضان جاری رہتا ہے اور اُن کی تعلیمات لوگوں کی راہ نمائی کرتی رہتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نبیِ کریم ﷺ کے خصوصی فیضان سے دین کی بے پناہ خدمت کرنے والوں میں ایک نمایاں نام نائبِ رسول ﷺ، غریب نواز، خواجۂ خواجگان سید حَسَن سَجزی قُدِّس سِرّہ العزیز کا بھی ہے، آپ نے دینِ متین کا پیغام اِس طرح عام کیا کہ آپ کو "مُعِیۡنُ الدِّیۡن" (دین کی مدد کرنے والا) کہا جاتا ہے۔

اسلام کی سربلندی کے لیے آپ نے جو کوششیں کیں اُن کے اثرات ایک خطے یا ایک طبقے تک ہی نہیں، بلکہ عالمی سطح پر رُونما ہوئے... لاکھوں لوگوں نے اسلام قبول کیا اور بے شمار مسلمان اپنے گناہوں سے توبہ کر کے دین پر عمل پیرا ہو گئے۔ بلاشبہ آپ کے دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی آپ کی تعلیمات اور روحانی فیض کے ذریعے دین کی اِعانت و سربلندی ہو رہی ہے۔

یہ بات نہایت افسوس ناک ہے کہ آپ کی عقیدت و محبت سے محروم افراد تو ویسے ہی محروم رہے، آپ کا پیار پانے والے بہت سے خوش عقیدہ مسلمان بھی آپ کی تعلیمات سے غافل ہیں۔ بیگانے تو ہوتے ہی بیگانے ہیں اپنوں کی غفلت حد درجہ نالائق ہوتی ہے۔

چنانچہ آج کے خطبہ میں آپ کے یومِ وصال کی مناسبت سے آپ کی تعلیمات سے متعلق گفتگو کی جائے گی۔

سوانحی خاکہ ومنقبت

سلطان الہند معین الدین سید حسن سِجزِی رحمۃ اللہ علیہ[1] ۵۳۷ھ / 1142ء کو ایرانی سیستان[2] کے علاقے سِجز میں پیدا ہوئے۔

آپ نَجِیبُ الطَّرَفَیْن سَیِّد ہیں... والد ماجد حضرت سید غیاث الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ حَسَنِی سادات سے ہیں، آپ نہایت متّقی وعابد اور صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔ والدہ ماجدہ حُسَیْنی سادات سے ہیں، وہ بھی عابِدہ وزاہِدہ خاتون تھیں۔

پندرہ سال کی عمر میں والدِ گرامی کا وصال ہوگیا، اُن کی وراثت سے ملنے والے باغ کی رکھوالی میں مصروف رہتے تھے۔ باغ میں ایک بزرگ حضرت ابراہیم قَنْدوزی علیہ الرحمہ تشریف لائے، آپ نے اُن کی خدمت کی، اُنھوں نے خوش ہوکر اپنا جوٹھا عطا کیا، جس کی برکت سے دل کی دُنیا بدل گئی اور علمِ دین حاصل کرنے میں مشغول ہوگئے۔ حصولِ علمِ دین کے بعد سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں خواجہ عثمان ہارْوَنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے اور بیس سال تک مرشدِ گرامی کی بارگاہ میں رہ کر تزکیہ وتربیت کے اعلیٰ درجات حاصل کیے۔

حَرَمَین شریفَین کی حاضری کے بعد لاہور سمیت مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے اجمیر شریف میں تشریف لے گئے، پھر وہیں رہ کر لاکھوں لوگوں کے دلوں میں اسلام کی شمع روشن فرمائی۔ وصالِ مبارک ۶ رجب المرجب ۶۳۳ھ / 16 مارچ 1236ء کو ہوا۔[3]

عزیزِ بارگہِ کبریا غریب نواز
رفیقِ حلقۂ خیر الورٰی غریب نواز

اسیرِ گیسوئے مشکِل کُشا غریب نواز
شہیدِ حُسنِ شہِ کربلا غریب نواز

جدھر اُٹھی کوئی میخانہ کر گئی آباد
خُدا رکھے تیری چشمِ عطا غریب نواز

کوئی ہوا ہے نہ ہوگا جہان میں اعظم — ہمارے خواجۂ اجمیر سا غریب نواز

---

[1] محققین نے لکھا کہ درست تلفظ سِجْزِیْ ہی ہے۔ قال القسطلانی: السجزی بکسر السین المهملة وسكون الجيم۔ (ارشاد الساری)

[2] سابق نام: سِجِسْتَان

[3] سالِ ولادت ووصال سے متعلق دیگر اقوال بھی ہیں۔ تاریخ کی تعیین مقصود بھی نہیں، مقصود تو اُنھیں خراجِ تحسین پیش کرنا اور اُن کے تذکرہ سے سبق حاصل کرکے خود کو سنوارنا ہے۔

تعظیمِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تاکید

صحابۂ کرام علیہم الرضوان وہ مقدس لوگ ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف پایا، آپ کی ذاتِ اقدس سے خوب برکتیں سمیٹیں اور دینِ اسلام کو محفوظ کرکے آنے والی نسلوں تک پہنچایا۔

اُنھیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریفیں فرمائیں، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے محبت کا حکم دیا اور اُن کے بغض سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ چنانچہ یہ فرض ہے کہ دل میں ہر صحابی کی محبت ہو، اُن کا ذکر ہمیشہ اچھے الفاظ کے ساتھ کیا جائے اور کسی بھی صحابی کی بے ادبی و گستاخی نہ کی جائے۔

خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشدِ گرامی کی بارگاہ سے روانہ ہونے کے بعد مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے ایرانی صوبہ خُراسان کے شہر ''سَبزوار'' میں تشریف لائے، وہاں ''یادگار محمد'' نامی ایک حاکم تھا... یہ شخص بداخلاق، فاسق اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا گستاخ تھا، جس شخص کسی کا نام ابوبکر، عمر یا عثمان ہو تا اُسے سخت تکلیف پہنچاتا تھا۔ اُس نے شہر کے قریب ایک باغ میں حوض اور پُر تکلف عمارت بنوا رکھی تھی، جب وہاں جاتا ہے تو خوب عیاشیاں کرتا۔

خواجہ صاحب سبزوار پہنچے تو پہلے ہی دن اُس کے باغ میں تشریف لے گئے، غسل کرکے دو رکعات ادا کیں اور تلاوتِ قرآنِ مجید میں مشغول ہوگئے۔ قدرت کا کرنا کہ یادگار محمد بھی اُسی دن باغ کی طرف متوجہ ہوا۔ خواجہ صاحب سے عرض کی گئی کہ وہ طاقت وَر اور ظالم شخص ہے، مصلحت کا تقاضا ہے کہ آپ باغ سے باہَر تشریف لے آئیں، مگر آپ نے اِس عرض کو قبول نہ کیا۔ اتنے میں یادگار محمد بھی وہاں آگیا، آپ اپنی جگہ ہی تشریف فرما رہے۔ جب اُس کی نظر آپ پر پڑی تو آپ کی عظمت و شوکت سے وہ کانپنے لگا اور اُس کا رنگ بدل گیا، اُس کے تمام ملازم اور ساتھی بھی دہشت زدہ ہوگئے، جو قالین اُس کے لیے بچھایا گیا تھا اُس نے وہ دُور پھینک دیا اور ہاتھ باندھ کر آپ کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ آپ نے اُس کی طرف تیز نظر فرمائی تو وہ بے طاقت ہوکر زمین پر گر پڑا۔

جب یادگار محمد کو ہوش آیا تو آپ نے بلند آواز سے فرمایا: تَوبَہْ کَرْدِیْ؟ کیا تُو نے توبہ کرلی؟ اُس نے نہایت عاجزی کے ساتھ جواب دیا: مَیں نے توبہ کرلی۔ آپ نے پھر فرمایا: عَقِیْدَۂِ زِشْتے کہ دَاشْتِی اَزاں گُذَشْتِی؟ تمہارا جو بُرا عقیدہ (صحابہ کا بُغض) تھا اُس سے باز آگئے؟ اُس نے کہا: واللہ باللہ ثم باللہ مَیں نے وہ عقیدہ چھوڑ دیا۔ وہ اچانک ڈر کر کانپنے لگا اور بے ہوش ہوگیا۔ آپ نے اُسے توبہ کی توفیق ملنے پر وضو کرکے شکرانے کے نوافل ادا کرنے کا حکم دیا۔ اُس نے نوافل ادا کرنے کے بعد آپ کے قدموں پر سر رکھا اور آپ کے دستِ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھ کر آپ کا مرید ہوگیا۔ بعد میں آپ کے حکم پر یادگار محمد نے لُوٹا ہوا تمام مال مالکوں کو واپس کردیا اور دُنیا کی محبت چھوڑ کر ربّ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا۔ (سِیَرُ العارفین از زبدۃ العارفین مولانا جمالی، ص:10، 11، مطبع رضوی، دہلی)

علمِ دین اور علمائے حق کی تعظیم کا درس

قرآن وسنت میں کثرت کے ساتھ علمِ دین حاصل کرنے کا شوق دلایا گیا ہے۔ علمِ دین اور اُس سے متعلقہ اُمور کی تعظیم و تکریم دینی فرائض میں سے ہے اور علمِ دین یا علمائے حق کی توہین حرام ہے۔

سیدنا عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ معلّمِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يُجِلَّ كَبِيْرَنَا[1] وَيَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا وَزِيْدَ فِيْ رِوَايَةٍ: حَقَّهٗ۔ یعنی ”جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے، ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں۔“

(المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 421۔ مسند احمد، حدیث: 22755۔ مکارم الأخلاق للطبرانی، حدیث: 147)

خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے نہایت محنت وجاں فشانی کے ساتھ علمِ دین حاصل کیا، پھر جب مسندِ ارشاد پر جلوہ گر ہوئے تو لوگوں کو علمِ دین اور علمائے حق سے محبت کا خوب درس دیا۔

ایک موقع پر آپ نے بیان فرمایا: پہلے وقتوں میں ایک آدمی تھا، جب وہ علماء ومشائخ کو دیکھتا تو اپنا منہ پھیر لیتا اور حسد کی بنیاد پر اُن کی طرف نہیں دیکھ پاتا تھا۔ موت کے بعد اُسے قبر میں رکھا گیا، جب بھی اُس کا منہ قبلہ کی طرف کیا جاتا تو ہر بار اُس کا منہ قبلہ سے پھر کر دوسری طرف ہو جاتا، لوگوں کو حیرت ہوئی، بالآخر غیب سے آواز آئی: اے مسلمانو! (اِس کا منہ قبلہ کی طرف نہیں ہوگا) خود کو اور اِسے کیوں تکلیف دیتے ہو؟ یہ دُنیا میں علماء ومشائخ سے منہ پھیر لیتا تھا، چنانچہ جو علماء ومشائخ سے منہ پھیرے ہم اپنی رحمت کو اُس سے پھیر دیتے ہیں، اُسے اپنی بارگاہ سے دھتکارے ہوئے لوگوں میں شامل کر دیتے ہیں اور روزِ قیامت اُسے ریچھ کی شکل پر اُٹھائیں گے۔[2]

(دلیل العارفین، مجلس پنجم، ص:23، مطبع منشی نول کشور)

ہماری حالتِ زار: اِس وقت علمِ دین اور علمائے حق کے حوالے سے ہماری عمومی صورتِ حال بہت پریشان کُن ہے، باقی سب کام ہو جاتے ہیں، اگر وقت نہیں ملتا تو علمِ دین کے لیے۔ یوں ہی اہلِ علم کے قدر دان بھی کم ہی رہ گئے ہیں، بلکہ سوشل میڈیا پر بڑی تعداد میں غیروں کے نمائندے علمائے حق سے متنفر کرنے کے لیے مہم جوئی کرتے ہیں۔ علم اور علمائے حق سے محبت میں ہی نجات ہے۔

---

[1] الظاهر أن ضمير المتكلم كناية عن المسلمين. (لمعات التنقيح شرح مشكوة المصابيح، تحت الحديث: 4970)

[2] مَردے بود در ایّامِ پیشین، ہر وقتے کہ علما را یا مشایخ را بدیدے روئے از ایشاں بگردانیدے واز حسدِ ایشاں نتوانستے کہ بہ بیند، الغرض چوں آں مُرد نقل کرد اُو را در گور فُرُوْد آوردند، ہر چند کہ روئے بجانبِ قبلہ می کردند روئے از جانبِ قبلہ می گشت جانبِ دیگر می شد۔ خلق را تعجبے وحیرتے پیدا شد، ہاتفے آواز داد کہ اے مسلمانان! خود را وایں مرد را چہ رنجہ دارید! ایں مَردے بود در دُنیا از علماء ومشائخ روئے بگردانیدے، پس ہر کہ از علماء ومشائخ روئے بگرداند ما رحمتِ خویش از وَے باز داریم واز میانِ راندگان بگردانم وفردائے قیامت روئے وَے را چوں روئے خرس برانگیزم۔

اتباعِ سنت کی ترغیب

محبتِ رسول ﷺ کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا اور سچی محبت کی ایک اہم نشانی یہ ہے کہ مسلمان اپنے آقا کریم ﷺ کے احکام اور آپ کی سنتوں پر عمل کرے۔

اتباعِ رسول ﷺ کا حکم دیتے ہوئے ربّ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ "اے حبیب! فرمادیجیے کہ لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرماں بردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" [آلِ عمران 3:31]

احادیثِ مبارکہ میں اتباعِ سنت کی بے شمار برکتیں بیان فرمائی گئی ہیں، مثلاً: سنتوں پر عمل کی برکت سے ایمان پر خاتمہ نصیب ہو گا... روزِ قیامت سرورِ عالم ﷺ شفاعت فرمائیں گے... جنت میں آپ ﷺ کی سنگت و معیت عطا ہو گی اور دُنیا میں بھی آپ ﷺ کی نگاہِ کرم شاملِ حال رہے گی۔

بزرگانِ دین کا ہمیشہ سے یہی طریقہ رہا ہے کہ وہ خود بھی فرائض کی پابندی کے ساتھ ساتھ سنتوں پر عمل کا خوب اہتمام کرتے ہیں اور اپنے متعلقین کو بھی اِس کی تاکید فرماتے ہیں۔

قیامت کا حساب: قیامت کو ہونے والے حساب وکتاب سے متعلق خواجۂ خواجگان سید معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ روزِ قیامت انسان کو مختلف مقامات پر کھڑا کر کے متعدّد سوالات[1] پوچھے جائیں گے:

1) پہلے مقام پر ایمانیات سے متعلق سوال ہو گا۔ اگر بندہ ایمان، اُس کی شرائط وصفات اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے متعلق صحیح صحیح جواب دے سکا تو خوب... اور یہ ذمہ داری پوری نہ کر سکا تو اُسے وہیں سے جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا۔
2) پھر دوسرے مقام پر کھڑا کر کے نماز اور دیگر فرائض کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اگر اِن سے متعلق کامیاب ہو گیا تو بہت اچھا، ورنہ اُسے اِسی مقام سے جہنم بھیج دیا جائے گا۔
3) تیسرے مقام پر کھڑا کر کے رسول اللہ ﷺ کی سنتوں (پر عمل) سے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اگر سنتوں کی ذمہ داری پوری ہوئی تو بہت اعلیٰ، ورنہ فرشتوں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا کہ یہ آپ کی اُمّت سے ہے اور اِس نے آپ کی سنتوں سے متعلق کوتاہی کی ہے۔[2]

---

[1] پچاس مقامات پر کھڑا کر کے پچاس چیزوں کے بارے میں سوال ہو گا۔

[2] در موقفِ سوم بایستانند، از سنتہائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پرسند، اگر از عہدۂ سنتہا بیروں آید برہد، وگرنہ باموکّلاں پیشِ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرستد کہ ایں کس از اُمّتِ تست کہ در سنتہا تقصیر کردہ است۔

یہ گفتگو مکمل کر کے خواجۂ خواجگاں علیہ الرحمہ رونے لگے اور فرمایا: وَائے بَر آں کَس کِہ فَرْدَائے قِیَامَتْ اَزْ رَسُوْلُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم شَرْمِنْدَہْ مَانَدْ، پَسْ اُوْ رَا جَا کُجَا بَاشَد! چوں از وَیْ شَرْمِنْدَہْ بَاشَدْ پیشِ کَہْ رَوَدْ۔ اُس شخص پر افسوس ہے جو روزِ قیامت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے شرمندہ ہو، پھر اُسے کہاں ٹھکانا ملے گا! جب وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے (حاضری سے) شرمندہ ہو گا تو کس کے سامنے جائے گا!(دلیل العارفین، مجلس دوم، ص:10، مطبع منشی نول کشور)

حاضری کی فکر: خواجہ غریب نواز اور بزرگانِ دین علیہم الرحمہ نے تربیت فرمائی ہے کہ مسلمان کو یہ ذہن بنانا چاہیے کہ اگر مَیں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنت پر عمل نہ کیا تو روزِ قیامت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کیا منہ دکھاؤں گا!

خواجۂ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا: کسی وقت مَیں خواجہ اَجلّ شیرازی علیہ الرحمہ کے ہمراہ تھا، نمازِ مغرب کا وقت ہوا، خواجہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے تازہ وضو کیا، دورانِ وضو بھولے سے اُنگلیوں کا خِلال رہ گیا، غیب سے آواز آئی: دَعْوَائے دوستیِ مُحَمّدِ مَامِیْ کُنِیْ وَ اَزْ اُمّتِ اُوْ باشِیْ سُنّتِ اُوْ رَا تَرْکْ دَہِیْ! اَجلّ! ہمارے محبوبِ مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے محبت کا دعوٰی کرتے ہو اور اُن کے اُمّتی ہو، پھر اُن کی سنت چھوڑ دی! چنانچہ خواجہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے قسم اُٹھائی کہ اب مرتے دم تک رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی کوئی سنت نہیں چھوٹے گی۔[1]

خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے مزید فرمایا: ایک روز مَیں نے خواجہ اجلّ شیرازی علیہ الرحمہ کو حد درجہ پریشان دیکھا، پوچھا: کیوں پریشان ہیں؟ اُنھوں نے فرمایا: اَزَاں روز بَازْ کہ اَزْ مَنْ خِلَالِ اَنْگُشْتَاں فَوْتْ شُدَہْ اَسْتْ دَرْ حَیْرَتَمْ کہ فَرْدَا اِیْں رُوئے خود را بَر آں خواجۂ کائنات چِگونہ خواہم نَمُوْدْ۔ جس دن مُجھ سے (وضو کرتے ہوئے) انگلیوں کا خلال رہ گیا تھا، اُس دن سے پریشان ہوں کہ کل روزِ قیامت سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کیا منہ دکھاؤں گا!(دلیل العارفین، مجلس دوم، ص:3،4، مطبع منشی نول کشور)

یاد رہے کہ وضو میں ہاتھوں اور پاؤں کی اُنگلیوں کا خِلال کرنا سنت ہے۔

- ہاتھ کی اُنگلیوں کے خلال کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ وضو کے شروع میں کلائیوں تک تین مرتبہ ہاتھ دھونے کے بعد (نَل بند کر کے) بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کی پُشت پر رکھ کر بائیں ہاتھ کی اُنگلیوں کو دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں اور پیچھے لائیں، پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی پُشت پر رکھ کر دائیں ہاتھ کی اُنگلیوں کو بائیں ہاتھ کی اُنگلیوں میں ڈالیں اور پیچھے لائیں۔
- اور پاؤں کی اُنگلیوں کے خلال کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی چھنگلیا (چھوٹی اُنگلی) سے سیدھے پاؤں کی چھنگلیا کا خِلال شروع کر کے اَنگوٹھے تک پہنچیں، پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیا پر ختم کریں۔

---

[1] وقتے با خواجہ اَجلّ شیرازی رحمہ اللّٰہ رہ یکجا بودم، وقتِ نمازِ شام بود، خدمتِ خواجہ رحمہ اللّٰہ تجدیدِ وضو می کردہ، خلالِ انگشتاں از ایشاں سہوًا فراموش شد، ہاتفِ غیب آواز داد ودر سروِدے فرد خوادنند کہ اجلّ! دعوائے دوستی محمدِ مامی کنی و از اُمتِ اُو باشی سنتِ اُوْ را ترک دہی! بعد ازاں خواجہ اجلّ سوگند خورد کہ ازاں روز باز کہ ندا شنیدم تا وقتِ موت سنتے از سنتہائے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم ترک نہ شد۔

حکمرانوں کی اِصلاح

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنی طاقت کے مطابق نیکی کی دعوت دے اور برائی سے روکے... طاقت اور اثر و رسوخ کے ذریعے برائی کو روک سکتا ہو تو اُسے استعمال کرے، برائی کے خلاف آواز بلند کر سکتا ہو تو ایسا کرے، ورنہ کم از کم اُس کو دل سے بُرا جانے۔

خواجۂ خواجگان معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عمر بھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ نہایت محنت سے سرانجام دیا۔ آپ نے جہاں لاکھوں کی تعداد میں عوام کو کلمہ پڑھایا اور توبہ کروائی وہاں متعدد حکمرانوں کی بھی اصلاح فرمائی۔ سفر کے دوران مختلف علاقوں کے حکمرانوں کو دین کی دعوت بھی دیتے اور عدل وانصاف کا حکم بھی فرماتے، بطورِ مثال ابھی حاکمِ سبزوار "یادگارِ محمد" کا تذکرہ کیا گیا۔

خواجہ صاحب حکمرانوں کی اصلاح پر خوب توجہ اِس لیے بھی دیتے کہ حاکم کی عادتوں، اُس کے کردار اور اُس کے طرزِ حکومت کا رعایا پر گہرا اثر ہوتا ہے، اگر حاکم سنور جائے تو شہری بھی سنور جاتے ہیں اور حاکم بگڑا ہو تو شہری بھی بگڑ جاتے ہیں۔

خلیفۂ عادل سیدنا ابو حفص عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور کے چرواہے (بکریاں چرانے والے) بیان کرتے ہیں: كَانَتِ الشَّاءُ وَالذِّئْبُ تَرْعٰى فِي مَكَانٍ وَاحِدٍ۔ آپ کے عدل کی ایسی برکت تھی کہ بکریاں اور بھیڑیا ایک ہی جگہ چرتے تھے (مگر کبھی کسی بھیڑیے نے بکری پر ظلم نہیں کیا تھا)۔ ایک چرواہے کا کہنا ہے: فَبَيْنَا نَحْنُ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ عَرَضَ الذِّئْبُ لِشَاةٍ، فَقُلْتُ: مَا نَرَى الرَّجُلَ الصَّالِحَ إِلَّا قَدْ هَلَكَ۔ ایک رات کو بھیڑیے نے بکری پر حملہ کر دیا، مَیں نے کہا: میرا خیال ہے کہ عادل وصالح خلیفہ وفات پا گیا ہے (جبھی بھڑیا ظالم ہو گیا ہے)۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آپ کی وفات اُسی رات کو ہوئی تھی۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ج:5، ص:256، مطبعۃ السعادۃ۔ الطبقات الکبریٰ، ج:5، ص:301، دار الکتب العلمیۃ)

اِس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں سیاست وحکومت کو دین سے جُدا نہیں سمجھنا چاہیے... حکمرانوں اور عوام سب کا فائدہ اِسی میں ہے کہ ریاست وسیاست دین کے تابع ہوں۔ اگر سیاست کو دین سے الگ کیا جائے تو اُس کا نتیجہ وہی نکلتا ہے جس کی نشان دہی کرتے ہوئے شاعرِ مشرق اقبال علیہ الرحمہ نے فرمایا:

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

پاکستان میں قومی وصوبائی اسمبلیوں کے انتخابات بالکل قریب ہیں، ہمیں اپنا ووٹ ایسی پارٹی کے نمائندے کو دینا چاہیے جو ملک کی بھی خیر خواہ ہو اور دین کی سربلندی کے لیے بھی مخلص ہو۔ ذاتی مفادات یا سیاسی وابستگی کی بنیاد پر نا اہل کو ووٹ دینا بدترین خیانت اور قیامت کی نشانی ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم گفتگو فرمارہے تھے، اِسی دوران ایک شخص نے حاضر ہوکر پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے گفتگو جاری رکھی۔ بات مکمل کرنے کے بعد فرمایا: ”قیامت کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟“ اُس نے عرض کی: مَیں حاضر ہوں۔ فرمایا: «فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ.» جب امانت کو ضائع کیا جانے لگے گا تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اُس نے پوچھا: امانت کیسے ضائع کی جائے گی؟ فرمایا: «إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ.» یعنی ”جب نااہلوں کو منصب دیے جائیں گے تو قیامت کا انتظار کرنا“۔ (صحیح بخاری، حدیث:59)

حرفِ آخر

ربّ تعالیٰ جس پر بہت کرم فرمانا چاہے اُسے دین کی خدمت و مدد کی توفیق سے نوازتا ہے یا کم از کم دین کے خدمت گزاروں اور مدد کرنے والوں کی سنگت و معیت عطا فرمادیتا ہے۔

جن خدّامِ دین کی کوششوں کے عالَمی سطح پر اثرات مرتّب ہوئے اُن میں ایک نمایاں نام نائبِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، غریب نواز، خواجۂ خواجگان سید حَسَن سجزی قُدِّس سِرّہ العزیز کا بھی ہے۔ آپ نے دینِ متین کی یوں خدمت کی کہ آپ کو ”مُعِیْنُ الدِّیْن“ (دین کی مدد کرنے والا) کہا جاتا ہے۔

ایسی ہی ہستیوں سے متعلق ربّ تعالیٰ نے فرمایا: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۔ ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو۔“[التوبۃ9:119]

خواجۂ خواجگان کا وصالِ مبارک ٦ رجب المرجب ٦٣٣ ھ / 16 مارچ 1236ء کو ہوا۔ یومِ وصال کی مناسبت سے آج کے خطبہ میں آپ کی تعلیمات سے متعلق کچھ گفتگو کی گئی۔

بلاشبہ آپ کی روشن تعلیمات عصرِ حاضر کے فتنوں میں بھی اُمّتِ مسلمہ کی خوب راہ نمائی کرتی ہیں اور دونوں جہان میں کامیابی کا راستہ دکھاتی ہیں۔ آج کے خطبہ میں ذکر کیے گئے اُمور میں چند یہ ہیں:

- ایمان بچانے کے لیے لازم ہے کہ سرورِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تمام نسبتوں کا احترام کیا جائے۔ صحابۂ کرام کی جماعت سے تعلق رکھنے والے ہر فرد اور اہلِ بیتِ عظام میں سے ہر ہستی کی دل و جان سے تعظیم کی جائے اور اُن کا تذکرہ ہمیشہ اچھے الفاظ میں کیا جائے، رَضِیَ اللہُ عَنْہُم۔
- علمِ دین حاصل کرنے کے لیے بھرپور کوشش کی جائے۔ ہر روز کچھ نہ کچھ وقت علمِ دین حاصل کرنے کے لیے نکالا جائے۔ نیز علمائے حق کے احترام کا بھی التزام کیا جائے۔
- فرائض کی ادائیگی سب سے زیادہ ضروری ہے، اِن میں کسی بھی طرح سے کوتاہی نہ کی جائے۔

❖ فرائض وواجبات کے بعد نبیِ کریم ﷺ کی سنتوں پر اہتمام کے ساتھ عمل کیا جائے۔ سنتوں پر عمل کی دونوں جہان میں برکتیں ہیں، اور سنت کا اہتمام نہ کرنے پر بے برکتی ہی بے برکتی ہے۔

❖ سیاست وریاست کو دین کے تابع رکھا جائے۔ سیاست بھی دین کی سربلندی اور مخلوقِ خدا کی خیــر خواہی کے لیے ہو اور ریاست بھی دین کے تابع ہو۔ کسی بھی پارٹی کو ووٹ دینے سے پہلے یہ بات ذہن نشین رکھی جائے کہ نااہل کو ووٹ دینا پوری قوم کے ساتھ بددیانتی ہے اور قیامت کی نشانی ہے۔

خواجــہ غریب نواز علیہ الرحمہ جس طرح سے حکمرانوں کو ظلم سے روکتے تھے اور غریب نوازی فرماتے تھے اُس کا تذکرہ کرتے ہوئے دل کہتا ہے کہ اگر آپ کی ظاہری حیات میں موجودہ دَور کے حکمران ہوتے جو غزہ میں ہونے والے صدی کے بدترین ظلم پر خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں تو نہ جانے آپ کے جلال کا عالَم کیا ہوتا!

07 اکتوبر سے غزہ پر جاری اسرائیلی درندگی میں 24 ہزار سے زائد افراد شہید، 61 ہزار سے زیادہ زخمی اور لاکھوں بے گھر ہو چکے ہیں، اب تک اُمّت اِس قدر بے حس ہے کہ اسرائیل کا دہشت گرد وزیرِ اعظم ڈھٹائی کے ساتھ سرِ عام کہتا پھرتا ہے: ممکن ہے کہ یہ جنگ 2025ء تک جاری رہے۔

اللہ تعالیٰ خواجــۂ خواجگان علیہ الرحمہ کے درجات کو بے حد بلند فرمائے، ہمیں آپ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے خود کو سنوارنے اور آپ کا فیض پانے کی توفیق سے نوازے۔

باری تعالیٰ فلسطینی مسلمانوں کی مدد فرمائے، بیت المقدس کو صیہونیوں کے ظالم پنجے سے آزاد فرمائے اور مسلمانوں کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے مظلوم بھائیوں کے ساتھ کھڑا ہونے کی توفیق سے نوازے۔

خالقِ کائنات پاکستان کو دہشت گردی اور معاشی مشکلات وغیرہ سے نجات عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم